

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پانچواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 24 دسمبر 2018ء بروز سوموار بمناسبت 16 ربیع الاول 1440 ہجری۔

صفہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
10	وقہے سوالات۔	2
20	رخصت کی درخواستیں۔	3
25	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	4

ایوان کے عہدیدار

اپسیکر میر عبدالقدوس بزنجو
ڈپٹی اپسیکر سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی شمس الدین
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون) عبدالرحمن
چیف رپورٹر مقبول احمد شاہواني
ریسرچ افسر میر باز خان کاکڑ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24 دسمبر 2018ء بروز سموار بھر طابق 16 ریک الاول 1440 ہجری، بوقت شام 00:40 بجے پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَكَانَ مِنْ قَرِيبَةِ أَمَلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ح وَإِلَى الْمَصِيرِ ع فُلْ يَا يُهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ح فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ه وَالَّذِينَ سَعَوا فِي الْأَيَّلَةِ مُعْجِزِينَ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ

(پارہ نمبر ۱ سورۃ الحج آیات نمبر ۳۸ تا ۵۱)

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - اور کتنی بستیاں ہیں کہ میں نے انکو ڈھیل دی اور وہ گناہ کا رتھیں پھر میں نے انکو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے۔ تو کہہ اے لوگو! میں تو ڈر سناد ہیں والا ہوں تم کو کھل کر۔ سو جو لوگ یقین لائے اور کیئے بھلا بیاں ان کے گناہ بخش دیتے ہیں اور ان کے لئے روزی ہے عزت کی۔ اور جو دوڑے ہماری آئیوں کے ہرانے کو وہی ہیں دوڑخ کے رہنے والے۔ وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ عزیز حمن الرحمیم۔ وفقہ سوالات۔ جی نواب صاحب!

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: جناب اسپیکر! باہر اسمبلی گیٹ پر ٹیچر ز آئے ہیں اور یہ جو مجوزہ تعلیم ایجنسی کی بات آپ نے کی نہیں بلکہ ان کی گورنمنٹ نے کی ہے۔ تو اس سلسلے میں ٹیچر ز صاحبان کو اس مجوزہ ڈرافٹ پر اعتراض ہے۔ تو اس سلسلے میں اگر آپ کچھ معزز اراکین کی ایک کمیٹی بنانا کران کے پاس چھیجن تاکہ ان کو تسلی دیں کہ یہ جو مجوزہ ڈرافٹ لاءیا یکٹ ہے اس کو ہم دیکھیں، اُس کے بعد جو بھی ہو سکے ہم اساتذہ اور بلوچستان کے عوام کے مفاد میں اقدامات کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ نواب صاحب۔

حاجی محمد خان لہڑی (وزیر مکملہ ٹانوی تعلیم): جناب اسپیکر! نواب صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں لیکن پہلے اس ایکٹ کو پڑھیں اس میں لکھا کیا گیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ آپ لوگ تعلیم دشمنی کر رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ تعلیم کو بہتری کی طرف لے جارہے ہیں ایکٹ میں کوئی تو ایسا مسئلہ نہیں اللہ معاف کرے کوئی غلط طرف لے کر جا رہے ہیں۔ یہ ہمارے اُستاد ہیں ہمارے بچوں کے معمار ہیں ہمارے مستقبل کے جو بچے ہیں یہی اُن کو سکھاتے ہیں آگے لے جائے۔ تو پہلے اس ایکٹ کو پڑھیں اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اساتذہ ہزاروں کی تعداد میں اسمبلی کے سامنے احتجاج کر رہے ہیں اس کے علاوہ بی ڈی اے کے جو کنٹریکٹ ملازمین ہیں وہ بھی سراپا احتجاج ہیں، پورا صوبہ سرپا احتجاج ہے۔ جس طرح نواب صاحب نے تجویز پیش کی کہ کم از کم ابھی حکومتی پیغمبر سے اور حزب اختلاف سے ایک کمیٹی بنائی جائے تو ان اساتذہ کرام کے پاس جائے، بی ڈی اے ملازمین کے پاس جائے ان کی بات سُنے وہ قانون جب ٹیبل پر آئے گا پھر اُس پر ہم بولیں گے لیکن اساتذہ کے خلاف قانون لانا پھر تعلیمی ایجنسی کے نام سے پھر اتنا essential اُس میں سروں کے طور پر پھر اُس میں سزاوں کا تعین کرنا یقیناً یہ بڑا فلم ہو گا ہمارے اساتذہ کرام کے ساتھ تو یہ نہیں ہونا چاہئے اور کمیٹی بنانا بھی اُن کے پاس صحیح دیں تاکہ ان کی تسلی اور تشقی ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی لہڑی صاحب۔

وزیر مکملہ ٹانوی تعلیم: جناب اسپیکر! جو بی ڈی اے کے ملازمین آئے ہیں اور ایجوکیشن کے پہلے تو یہ ڈیپارٹمنٹ آپ کے ہی پارٹی کے پاس تھا اس وقت انکے مسئلے کیوں حل نہیں کئے گئے ابھی آپ اس پر بات کر رہے ہیں۔ ان کو آپ کی حکومت کے وقت میں نوکریوں سے نکالا گیا تھا ابھی تو نہیں نکالا گیا ہے۔ ابھی تو ہم

کر رہے ہیں ان کو لیکر جاری ہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: جناب والا! اس وقت بحث و مباحثہ کا وقت نہیں ہے۔ وہ لوگ جو اس وقت اسمبلی کے میں گیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ سر دست اُن کا مسئلہ ہے اُن کا جائز مسئلہ یا ناجائز مسئلہ ہے، یہ تو بعد میں دیکھا جائے گا؟ ابھی چونکہ وہ احتجاج پر ہیں آوازیں بھی اس ایوان میں آ رہی ہیں ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ تو اس سلسلے میں ایوان کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ اُن کی بات سُنے۔ جب یہ قانون پاس ہونے کا وقت آئے گا پھر اُس وقت سوچا جائے گا کہ اس میں کیا وہ نکات ہیں جن پر ان کو اعتراضات ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مٹھاخان صاحب۔

جناب مٹھاخان کا کڑ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ لا یوسٹاک ڈپریٹیو پلینٹ): جناب اسپیکر! تعلیم کسی فرد کا مسئلہ نہیں تعلیم پورے بلوچستان اور پورے معاشرے کا مسئلہ ہے۔ لیکن تمام علاقوں کے اسکول مکمل بند ہیں کچھ ڈیوٹی نہیں کرتے ہیں۔ اسکول میں اگر بارہ اساتذہ ہیں تو ان میں سے چھ ڈیوٹی پر ہوتے ہیں اور چھ ڈیوٹی نہیں دیتے، اور ان سے کہا جاتا ہے کہ پیسے دو اور ڈیوٹی نہیں کرو بس خیر و خیرت ہے۔ اپنی آدھی آدھی تنخوا ہیں ہمیں دے دو۔ مکمل بلوچستان کا سسٹم اس طرح خراب ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اپنی سیاست کیلئے اگر ہم کام کریں گے تو یہ بلوچستان ہمارا بن نہیں سکے گا۔ اگر ہم بلوچستان کو اچھا بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ ہمت کرنی ہے اور یہ steps اٹھانے ہیں آج اٹھاتے ہیں یا کل اٹھاتے ہیں، اسی طرح کا مسئلہ صوبہ KP میں بھی ہوا تھا۔ اور عمران خان نے جب ڈنڈا اٹھایا تو اب ہر آدمی حاضری کیلئے انکھوٹا گتا ہے اور ڈیوٹی دیتا ہے۔ اور بہت سے اساتذہ جن کے بس میں ڈیوٹی کرنا نہیں ہوتا تھا تو انہوں نے استعفے دے دیئے کہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ آج اسمبلی میں حق کی بات کیلئے اٹھنا چاہئے نہ کہ سیاست کو چکانے کیلئے لوگ اٹھتے ہیں اور اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ یا یہ کوئی کمیٹی بنائی جائے تو عمر بھر کمیٹیاں کب تک بنائیں گے۔ لہذا مہربانی کر کے جو ایک پاس ہوا ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے بلوچستان کو بنانے کیلئے ہمت کی ہے۔ آپ لوگ بھی ہمت کریں اور اسکو follow کریں کسی کی بات کو نہیں مانیں۔ میں سب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہمارا ساتھ دیں یا ایک فرد کا مسئلہ نہیں ہے یہ تمام قوم کا مسئلہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تعلیم صحیح نہ ہوا اور پیچھے رہ جائیں۔ آپ اراکین اسمبلی سے درخواست ہے کہ جو فیصلہ ہوا ہے اُس میں کوئی روبدل نہ کریں۔ مہربانی، السلام و علیکم۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ملک سکندر صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (لیڈر آف اپوزیشن): جناب والا! جس طرح ساتھیوں نے بات کی کہ اُن

سے صرف یہ کہا جائے کہ چونکہ ہمارے پاس پہلے دن یہ ڈرافٹ یہاں place کیا گیا تھا۔ جس پر میں نے بھی تھوڑی سی بات کی۔ اور پھر اُس کے بعد دوبارہ وہ ڈرافٹ یہاں نہیں آیا۔ جب آئے گا اُس کی جو constants ہیں، ان پر بحث ہوگی۔ بنیادی بات تو یہ ہے جناب! کہ بلوچستان کو یا بلوچستان کے تعلیمی اداروں کو فعال بنانا، صحت کے اداروں کو فعال بنانا، یہ یقیناً ضروری ہے۔ لیکن اُسکے لئے ایک ترتیب ہوتی ہے۔ اُسکے لئے ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ اُس طریقہ کار کو follow کیا جائے پھر کہیں جا کر اُسکے ثبت مناج نکلیں گے۔ اگر ڈنڈا اٹھا کر، زبردستی یا اُسکے سلسلے کو، جو پہلے ایک دفعہ ڈرافٹ یہاں آیا تھا اُس میں یہ اختیارات دیئے گئے تھے کہ جی اُنکو بغیر وارنٹ کے پولیس بھی گرفتار کر سکے گی اور اُس میں اس قسم کے دفعات شامل تھے۔ میں تو یہ عرض کروں گا کہ اس پر کسی کا کوئی بھی اختلاف نہیں کہ تعلیم پر توجہ دی جائے۔ تعلیم بنیاد ہے ترقی کا لیکن توجہ دینے کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ ابھی اکثر سر دعائقوں میں چھٹیاں ہو رہی ہیں۔ تو چھٹیوں میں یہ ورک کیا جائے گورنمنٹ ورک کرے محکمہ تعلیم ورک کرے کہ کون کو نے اسکوں بند ہیں۔ اُن کی تفصیل آجائیں گی اُس کے بعد ایسے کئی پر ائمہ اسکوں ہیں جن میں بہت سارے طباء ہیں لیکن اُنکے لئے ایک ٹیچر ہے۔ اور اگر پر ائمہ اسکوں میں دو ٹیچر زر کھے جاتے ہیں جناب اپنیکر! ایک چھٹی پر جاتا ہے تو دوسرا ڈیوٹی دیتا ہے۔ تو یہ ساری چیزیں سارا ورک کر کے پوری تفصیل لی جائے۔ تفصیل لینے کے بعد پھر جو مقامی آفیسرز ہیں، اُنکے ذمے لگادیئے جائیں۔ اور ٹیچر زکونوٹس جاری کیا جائے ”کہ جی تمہارا ماضی میں یہ conduct رہا ہے۔“ میں اگر یہ conduct رہے گا تو پھر تم اس ادارے میں نہیں رہ سکو گے۔ وہ legal بھی ہو جائے گا اور وہ اپنا کام بھی دیکھ لے گا کہ جی اگر میں اس پر عمل نہیں کروں گا تو پھر میرا حشر کیا ہو گا اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اگر ایکٹ کے ذریعے لوگوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر، تو اس کا بھی ہو گا کہ لوگ چینیں گے چلانیں گے اور پھر یہی انتشار ہو گا۔ اور آپ جو مقتضد حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل نہیں کر سکتیں گے۔ جو آپ کے تعلیمی ادارے، صحت کے ادارے ہیں far flung areas میں وہاں کوئی چیزیں آپ کی ڈسپینسری میں نہیں ہیں لوگوں کے پاس۔ اب اگر وہ کچھ نہ ہو تو پھر لوگ کہاں جائیں؟ مسائل بھی پیدا ہوں گے unauthorized لوگ بھی پیدا ہوں گے۔ جو لوگوں کا علاج کر کے اُن کو یا ماریں گے یا پھر یہ ہے کہ مجبوری میں لوگ اُنہیں کے پاس جائیں گے۔ اُس میں طریقہ کار یہ ہے کہ آپ کے BHU's پر ایک work کریں اور پورے بلوچستان میں ایسے علاقوں کا تعین کریں کہ ایک BHU اتنے لوگوں کا مدراوا کر سکتا ہے۔ اُسکے لئے اُسکو سامان مہیا کریں اُس پر work کریں اور اُس کا حل نکالیں۔ اب یہاں کوئی نہ میں جو rural areas ہیں۔ کچلاک میں

ایک ہسپتال ہے جو 28 کروڑ روپے کی لاگت سے بنتا ہے۔ اُس میں ڈاکٹرز اور تمام construction کے حوالے سے تمام چیزیں دی گئی ہیں۔ وہاں theater operation بھی ہے لیکن آپریشن کا کوئی طریقہ کار نہیں ہے نہ کوئی اس کا mechanism ہے۔ اسی طرح وہ ہسپتال صبح سے 00:20 بجے تک کھلا رہتا ہے اس کے بعد ہسپتال بند ہوتا ہے۔ حالانکہ چوبیس گھنٹے کا ہسپتال ہے۔ اگر اس پر آپ work کریں، وہاں ڈاکٹروں کی کمی، دوائیوں کی کمی اور یہ ساری چیزیں مکمل کریں اُس کے بعد اگر آپ کوئی قدم اٹھائیں گے کسی اہلکار کے خلاف functionaries کے کسی بھی اُس کے خلاف پھر وہ کار آمد ہو گا۔ لیکن اگر آپ اس بات کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے کہ ایک سرکاری ہسپتال ہے جس پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ لیکن وہ utilize نہیں ہو رہا ہے۔ تو پھر آپ یہ گلہ کیسے کر سکیں گے کہ rural areas میں مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ لوگوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں تو اُس میں ہمارا بھی باقاعدہ حصہ ہے ہمیں یہ کرنا چاہئے، بجائے اسکے کہ ایسا قانون بنائیں جس پر عملدرآمد ناممکن ہو۔ اُس کی بجائے سیدھے طریقے سے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے آپ ایک پوری تفصیل بنائیں اور اس کے تحت پھر جب آپ کوئی قدم اٹھائیں گے تو اُس کا فائدہ ہو گا۔ ابھی یہ لوگ جو باہر کھڑے ہیں جس کے دور میں بھی لگائے گئے ہیں۔ یہ جو سارے BDA کے ملازمین ہیں یہ اب overage ہو گئے ہیں کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں جانہیں سکتے۔ آپ نے دس، پندرہ سال ان سے کام لیا اور یہ لکھ دیا ”کہ جی تم فارغ ہو“۔ حالانکہ law یہ ہے کہ اگر کوئی کنٹریکٹ بھی ہوتا ہے تو تین سال کے بعد resumption یہ ہوتی ہے کہ تین سال کے بعد وہ کنٹریکٹ نہیں ہوتا وہ ریکولر کھلایا جاتا ہے۔ اب دس پندرہ سال کے بعد اگر کوئی شخص اپنے بچوں کی نان کا ذریعہ یہ لازمی سمجھتا ہے اور اسکو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے کسی اور جگہ اسکونو کری نہیں ملتی پھر وہ کہاں جائیں۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ جو متعلقین ہیں جو بھی کام ہے ایجوکیشن کے حوالے سے بھی اور BDA کے حوالے سے بھی، وہ اس پر کام کریں۔ ابھی آپ انکو صرف یہ بتائیں کہ جی نہ تو BDA کا کوئی کیس آیا ہے نہ کوئی قرارداد ہے۔ توجہ وہ آئے گا، اُس کے مطابق دیکھا جائے گا اور ایجوکیشن کے حوالے سے بھی اسوقت فلور پر کچھ نہیں ہے۔ تب تک آئے گا ان سے بھی کہا جائے۔ دو تین معزز زار اکیں ان کے پاس بیچج دیں اُن کے ساتھ مذاکرات کریں۔ مذاکرات کے نتیجے میں وہ آکر آپ کو بتادیں۔ پھر اُسی کے مطابق آپ ان محکموں کو ہدایت کریں کہ وہ اس پر work کریں، جو بھی نتیجہ نکلے گا وہ ہاؤس کو بتادیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب! اُن کی طرف سے ہمیں کوئی ڈرافٹ بھی موصول نہیں ہوا ہے۔ وزیر تعلیم صاحب! آپ اس لکھتے پڑھپڑز ایسوی ایشن کے عہدیداروں سے مل کر اس مسئلے کو حل

کریں تاکہ یہ احتجاج ختم ہو۔

وزیر ملکہ ثانوی تعلیم: شکر یا اسپیکر صاحب! کیونکہ یہ لوگ تو بھی تک میرے پاس آئے بھی نہیں ہیں کہ یہ مسئلہ جو ہوا ہے انکا ”کہ آپ ہمارے بارے میں ہمیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں“، اور انہوں نے بس اس دن جب کیبنت سے پاس ہوا تو انہوں نے اپنا احتجاج شروع کر دیا، کوئی اگر بات کرنے کیلئے آئے تو ہم بات کریں اس سے وہ بات کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ اس کو ختم کیا جائے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پہلے اس ایکٹ کو پڑھیں ہمارے دوست بیٹھے ہیں، وہ میرے ہی استاد ہیں میرے ہی ٹھیک ہیں، ہم ان میں سے ہیں وہ ہم میں سے ہیں، کیونکہ میں نے تو ان سے کہا ہے کہ آپ ایکٹ کو پڑھیں، ہم کس طرف لے کے جا رہے ہیں۔ ایک تعلیمی ایرجنسی ہے۔ میں خود مختلف ڈسٹرکٹوں کا دورہ کر چکا ہوں ایک اسکول میں اگر ہمارے سترہ کے قریب اساتذہ ہیں وہیں اگر تین حاضر ہیں تو ہم کیا کریں پھر بلوچستان میں، جو خود حاضر بھی نہیں ہوتے ہیں اس بارے میں میں خود بھی بہت ڈسٹرکٹوں کا پہلے ہی دورہ کر چکا ہوں میں مستونگ، فلات، قلعہ سیف اللہ، پشین، پچھی، سبی اور مختلف اضلاع کا میں نے دورہ کیا ہے۔ اکثر ٹھیک صرف اپنے آپ کو یا یونین کے نام پر ان کے جو عہدیدار ہیں وہ کہتے ہیں ”ہم آپ کے پیچے ہیں، آپ اسکول نہیں جائیں ہم آپ کو سپورٹ کرتے ہیں جو کرنا ہے انکو وہ کر لیں لیکن ہم آپ کو سپورٹ کرتے ہیں“ main مقصدان کا یہ چیز ہے۔

انجینئر زمرک خان اچجزی (وزریکمہ زراعت و کواریزوں): جناب اسپیکر صاحب! یہ کہ ہمارے وزیر تعلیم ہونگے یہ ہماری گورنمنٹ سے مطلب اصغر خان صاحب ہیں یہاں پارٹی کے سردار عبدالرحمن صاحب ہیں، اپوزیشن لیڈر ہو، یہ جا کے ان سے بات کریں اگر ان کا کوئی جائز مطالبہ ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی دو بندے اپوزیشن سے اور دو گورنمنٹ پیپلز سے چلے جائیں اور جا کر ان کے عہدیداروں سے مل لیں۔

وزریکمہ زراعت و کواریزوں: ہمارے اصغر صاحب نے کہا کہ اسیں اگر کوئی ایسی بات ہو جو کم از کم ایجوکیش کیلئے یا ٹھیک رکھنے نقصاندہ ہو، تو ہم اس ایکٹ کی بھی بھی جماعت نہیں کریں گے۔ کم از کم عوامی نیشنل پارٹی اس چیز کی جماعت نہیں کریں گی ان کو ہم نے تسلی بھی دی تھی۔ اس دفعہ پھر یہ لوگ آئے اگر ان کی ایسی کوئی بات ہو تو سردار صاحب! جا کر مل لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچجزی صاحب! آپ ہیں، ڈسٹرکٹ صاحب ہیں اور اپوزیشن سے ملک صاحب اور ایک دوسرا اُنکے ساتھ چلا جائے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآریئنٹز: اصغر خان صاحب جامائیکے پارلیمانی لیڈر، میں ان کو تجویز کر رہا ہوں وہ جا کے ان سے بات کریں ان کے مطالبے سن کے اگر جائز ہوں تو پھر یہ سی ایم کے سامنے یا کیبینٹ کے سامنے رکھیں گے پھر اس پر بات کریں گے یا نہیں بات کریں گے یہ ان کی مرضی ہے۔

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی. جی.

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! بات تو بڑی اہم ہے کہ پورے بلوچستان کے ٹیچرز اور جو ہم ان سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہماری آنے والی نسلوں کی تربیت اور ان کو تعلیم سے روشناس کرائیں گے۔ یہاں سے جو بھی کمیٹی جائے لیکن میں کمیٹی جو آپ بنائے چھیجیں گے یقیناً قابل احترام ہو گا لیکن میں ایک چیز جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ابھی جب میں اسمبلی آرہا تھا باہر ان کے اسپیکر ز لگے ہوئے ہیں ان سے جو آوازیں میرے کانوں میں آئے یقین کریں وہ ٹیچرز اب میں کیا نام دوں وہ کوئی سیاستدان اور کوئی ایسے غنڈہ گردی قسم کے الفاظ تھے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) وہ جو اسمبلی کے ممبر ان کو یاد کر رہے تھے۔ مردہ اسمبلی کو کس نام سے یاد کر رہے تھے قبرستان، کیا یہ ایک ٹیچر کی language ہو سکتی ہے جس سے ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے آنے والی نسلوں کو وہ بہتر راستہ دکھائیں گے تو جو کوئی تھی یہاں سے جائے میری ان سے گزارش ہو گی کہ مہربانی کر کے ان کو ان کے الفاظ یاد دلائے جائیں ”کہ جی آپ نے کن الفاظ سے اسمبلی ممبر ان کو اور اسمبلی کو یاد کیا ہے“۔ اتنی سی گزارش ہے جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔

نواب محمد سلم خان رئیسانی: احسان شاہ صاحب نے گزارش کی انہوں نے پہنہیں کیا کیا نام سے پکارے۔ تو شیخ رشید کی روح ایوان میں چھوڑ کر وہاں جائیں اور ان سے مذاکرات کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ جیسے بھی ہیں ہمارے صوبے کے ٹیچرز ہیں۔ تو منسٹر صاحب آپ ہیں دو اپوزیشن سے بھی ملک صاحب نواب صاحب بھی اگر جانا چاہتے ہیں، چار بندے چلے جائیں اور جا کر ان کے عہدیداروں سے بات کر لیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ چلو ان کو جیسا ہر میں بلا کیں اور آپ لوگ اس سے میئنگ کر لیں۔

جناب اصغر خان اچنزا: یہ پہلے دن جب یہ لوگ آ کے ادھر احتجاج پر بیٹھ گئے تھے تو اس سے پہلے بھی ہمارے منسٹر صاحب سے اور یہاں تک کہ جام صاحب سے بھی ہماری بات ہوئی تھی اور وہ تیار بھی ہیں اور انشاء اللہ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کوئی مشکل نہیں ہے اگر ان کی تنظیموں کی ساتھ ہم بیٹھ کے بلکہ یہاں تک وہ

بھی تیار ہیں اور انہوں نے ہمیں بتا دیا تھا کہ ہم آپ کو لکھ کر دینے کو تیار ہیں کہ ایجوکیشن کی بہتری میں جس حد تک بھی اصلاحات آئکتی ہیں ہم تیار ہیں لیکن خدا نخواستہ ایسے قوانین نہ ہوں جو ایک طرح سے مطلب ہم اُس کو روایات اس کو کہہ دیں یا طریقہ کاریا اصول کہہ دیں اس سے ہٹ کر کوئی چیز ہم پر لاگو ہو جائیں وہ تیار ہیں۔ تو میرے خیال میں اگر ہم ان کے ساتھ کوئی ٹائم فکس کر لیں میں بھی بات ہمارے لہڑی صاحب اور سلیم صاحب ہم سب نے کی تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ فی الحال احتجاج ختم کر ادیں پھر بعد میں ان کے ساتھ میٹنگ کیلئے کوئی time fix کرادیں، ملک صاحب! آپ بھی ان کے ساتھ جائیں دونوں۔ وقفہ سوالات۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 7 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 7۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھا خان صاحب! یہ تو آپ کے محکمے کا سوال ہے۔
جناب مٹھا خان کا کڑ (وزیر مکمل لا بیو اسٹاک و امور پرورش حیوانات): جواب کو پڑھا ہوا تصوar کیا جائے۔

☆ 7 جناب نصراللہ خان زیرے:

کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ امور پرورش حیوانات میں سال 2017ء تا ستمبر 2018ء کے دوران جو نیز کلرک اور درجہ چہارم کی اسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع و تفصیل دی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات: جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ یہ سوال نمبر 7 جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ اور کچھ سوالات، تباہی سوالات کے جوابات بھی ابھی ہماری ٹیلی پرانہوں نے رکھ دیتے تو اتنے بڑے بڑے پلندے کو ہم لوگ آدھے گھنٹے میں پڑھ سکتے ہیں؟ مہربانی آپ ڈیپارٹمنٹ کو پابند کریں کہ دونوں پہلے ہمارے سوالات کے جواب وہ دیں تاکہ ہم ان کا مطالعہ کر کے غمنی سوال کر سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھا خان صاحب جواب کب تک آ جائیگا؟ جناب اختر حسین لانگو صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 30 دریافت فرمائیں۔

میر اختر حسین لانگو: سوال نمبر 29۔

جناب مٹھا خان کا کڑ (وزیر مکمل لا بیو اسٹاک و امور پرورش حیوانات): جواب پڑھا ہوا تصوar کیا جائے۔

29☆ میراختر حسین لانگو:

کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں قائم کردہ ڈیری اور پولٹری فارمز کی کل تعداد کسقدر ہے نیز ان میں تعینات کردہ سپرننڈنٹس اور منجروز کے نام مع ولدیت، تعلیمی قابلیت، گرید، عرصہ تعیناتی، تاریخ تعیناتی، تاریخ پیدائش، قومی شناختی کارڈ نمبر ز اور لوکل روڈ ویسائیل کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات:

صوبہ میں قائم کردہ ڈیری اور پولٹری فارمز کی کل تعداد 35 ہے۔

1۔ فارم ونگ میں ڈیری فارم کی کل تعداد 12 ہے۔

2۔ فارم ونگ میں پولٹری فارم کی کل تعداد 13 ہے۔

3۔ ریسرچ ونگ میں ڈیری فارم کی کل تعداد 5 ہے۔

4۔ ریسرچ ونگ میں پولٹری فارم کی کل تعداد 5 ہے۔

5۔ تمام ڈیری فارم و پولٹری فارم میں تعینات کردہ سپرننڈنٹس، منجروز کے نام مع ولدیت و دیگر کوائف کی ضلع وار تفصیل ضخیم ہے جو کہ اسمبلی لائزیری میں ہے۔

میراختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! کیا وزیر حیوانات از راه کرم ہمیں مطلع فرمائیں گے کہ جو ڈیری فارمز اور

پولٹری فارمز کی تعداد انہوں نے یہاں پر دی ہے اس سوال میں، ان میں کل جانوروں کی تعداد بتاسکتے ہیں؟

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: اس کیلئے ان کو نیا سوال لانا چاہیے۔ اس میں ان کو اسکا جواب مل گیا ہے جو انہوں نے پوچھا ہے۔ کیا امور پرورش حیوانات از راه کرم مطلع فرمائیں گے صوبے میں قائم کردہ ڈیری فارم، پولٹری فارم کی کل تعداد کس قدر ہے نیز ان میں تعینات کردہ سپرننڈنٹ اور منجروز کے نام مع ولدیت تعلیمی قابلیت، گرید، عرصہ تعیناتی، تاریخ پیدائش، قومی شناختی کارڈ نمبر اور لوکل سٹیفیکٹ کی ضلع وار تفصیل دی جائے وہ اس کا جواب دیدیا۔ اب وہ جانوروں کا پوچھرہے ہیں جانوروں کا تو کبھی ایک گائے دونپچھے دیتی ہے کبھی ایک دیتی ہے تو وہ تو بعد کی بات ہے جب وہ سوال لائیں گے تو اس کا جواب دیں گے۔ آپ نیا سوال لائیں، یا اسمیں ضمنی بتتا ہے، اس میں آپ پوچھ سکتے ہیں یہ جانوروں کا تو نیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لاگو صاحب! یہ آپ کوئی بل کر دیا ہے جو میرے خیال میں آپ نے سوال کیا تھا۔ مزید پھر

اگر اور سوال کرنا تھا وہ بعد میں کریں۔ جناب اختر حسین لانگو صاحب آپ اپنا سوال نمبر 31 دریافت فرمائیں۔

میرا ختر حسین لانگو: سوال نمبر 30

وزیر یحکمہ لا یوسٹاک و امور پروش حیوانات: جواب کو پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

30☆ میرا ختر حسین لانگو:

کیا وزیر امور پروش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2013ء تا 2018ء کے دوران مال و مویشوں کے علاج و معالجہ اور ادویات کے سلسلے میں متعدد کمپنیوں کی رجسٹریشن کی گئی ہے؟

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے ان رجسٹرڈ کردہ کمپنیوں کے نام نیز مذکورہ عرصہ کے دوران ان کمپنیوں سے مال و مویشوں کے علاج و معالجہ کیلئے خرید کردہ ادویات کی ضلع وارتفصیل مع NTN نمبر اور GST کے دی جائے۔

وزیر یحکمہ امور پروش حیوانات:

یہ درست ہے کہ 2014 B.PPRA Rules کے لاقونے سے پہلے یحکمہ ہذا میں ٹینڈر کرنے کیلئے فرموں کی پیشگی اہلیت یعنی prequalification کی جاتی تھی 2015ء میں بلوچستان پر اقوانین کے لاقونے کے بعد پیشگی اہلیت یعنی prequalification کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ مذکورہ عرصہ کے دوران پری کو الیفائی کی گئی فرموں سے متعلق مانگی گئی کی تفصیل آخر پر مسلک ہے۔

میرا ختر حسین لانگو: ٹھیک ہے اس میں ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لانگو صاحب! سوال نمبر 31 دریافت فرمائیں۔

میرا ختر حسین لانگو: سوال نمبر 31۔

وزیر یحکمہ لا یوسٹاک و امور پروش حیوانات: جواب کو پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

31☆ میرا ختر حسین لانگو:

کیا وزیر امور پروش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال 2013ء تا 2018ء کے دوران یحکمہ حیوانات میں دودھ دینے والی اور گابنگاۓ یعنی دودھ نہ دینے والی گائیوں کی کل تعداد کس قدر ہے تفصیل دی جائے نیز کیا یہ درست ہے کہ ناکارہ ہونے والی گائیوں اور زنپچھڑوں کو بذریعہ نیلامی فروخت کیا جاتا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ عرصہ کے دوران نیلام کردہ گاہیوں اور زنپچھڑوں کی کل تعداد نیز جن افراد کو یہ گائیوں اور زنپچھڑے فروخت کیے گئے ان کے نام مع ولدیت، نسل گائے اور

تیمت فروخت کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات:

محکمہ امور پرورش حیوانات میں دودھ دینے والی اور گابن گائے یعنی دودھ نہ دینے والی گائیوں کی کل تعداد کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لاہور یہی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ بھی آپ کی ٹیبل ہو گا۔

میرا خڑح سین لانگو: جناب اسپیکر صاحب کیا وزیر موصوف صاحب یہ بتائیں گے کہ کسی گائے کو کنڈم قرار دینے کی قرار دینے کیلئے ان کے پاس کرانٹیمیر یا کیا ہے کہ گائے کو کتنے عرصے بعد اس کو کنڈم کرتے ہیں اور کنڈم کرنے کی وجہات کیا ہوتی ہیں ان کے پاس۔

وزیر محکمہ لائیواٹاک و امور پرورش حیوانات: گائے کا یہ ہوتا ہے کہ کبھی وہ بچے نہیں دیتی ہے کبھی اس کا دودھ خراب ہو جاتا ہے کبھی اس کو بیماری آ جاتی ہے اور بڑھا پ آ جاتا ہے اس لئے اس کو کنڈم قرار دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ویسے یہ فریش سوال ہے آپ نے یہاں mention کیا ہوا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میرا خڑح سین سوال یہ ہے کہ کیا کرانٹیمیر یا ہے کسی کوفرم کو کنٹرکٹ دینے کا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ بھی میرے خیال میں فریش سوال ہے۔ جی مٹھاخان صاحب۔

وزیر محکمہ لائیواٹاک و امور پرورش حیوانات: ملکیہ کا اس کا ایسا پروگرام ہے کہ 2014 تک تو پہنچ پر اکا کوئی نظام نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ نے اجازت لی ہے پشتو میں بھی بات کر سکتے ہیں۔

وزیر محکمہ لائیواٹاک و امور پرورش حیوانات: 2015ء سے پہنچا روز شروع ہو گئے ہیں اُسکے مطابق تمام کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 8 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ہاں اس کا سوال نمبر 34 رہ گیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔ اختر حسین لانگو صاحب آپ اپنا سوال نمبر 34 دریافت فرمائیں۔

میرا خڑح سین لانگو: سوال نمبر 34۔

جناب مٹھاخان کا کڑ (وزیر محکمہ لائیواٹاک و امور پرورش حیوانات): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

34☆ میرا خڑح سین لانگو: کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال 2013ء تا 2018ء کے دوران مال و مویشوں کیلئے چارہ کی خریداری کے سلسلے میں کن کن فرموں کو ٹھیک دیا گیا ان کے نام، خرید کردہ چارہ کی مقدار، این ٹی این اور جی ایس ٹی کی ضلع و تفصیل دی جائے۔

وزیرِ حکمہ امور پرورش حیوانات:

محکمہ امور پرورش حیوانات و ترقیات ڈیری نے سال 2013ء تا اگست 2018 کے دوران محکمہ نے مختلف فرموں کو ٹینڈر کے ذریعے چارہ کی سپلائی کا ٹھیک دیا کی تفصیل ضحیم ہے لہذا اسمبلی لا بحریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میراختر حسین لاغو: جناب اسپیکر! میرا وزیر موصوف صاحب سے سوال ہے کہ جن ڈیری فارماز اور پولٹری فارماز کے پاس ہیں انکی کل سالانہ آمدن کتنی ہے؟ جناب اسپیکر! متعلقہ وزیر اسکا جواب دے دیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: ہم کر سکتے ہیں۔

میراختر حسین لاغو: نہیں جناب اسپیکر! یہ اسمبلی ہے یہ ہماری ذاتی مجلس نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! بار بار مداخلت ہو رہی ہے اسمبلی میں۔ ہمارے محترم وزیر صاحب موجود ہیں وہ بینک پشتو میں جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھا خان صاحب! اس کا جواب دے دیں۔ (مداخلت)

میراختر حسین لاغو: جناب اسپیکر! point of order، یہاں جو ہم نے سوال ڈالا تھا یہاں دس کروڑ 42 لاکھ تین ہزار روپے ان کے چارے پر سالانہ گورنمنٹ آف بلوچستان کا عوام کا بیسہ لگ رہا ہے۔ تو ہم یہی وزیر موصوف صاحب سے پوچھنا چاہرہ ہے ہیں کہ جب آپ دس کروڑ 42 لاکھ ان کے چارے پر خرچ کر رہے ہیں آپ نے ان کی حفاظت کے لئے ان کو سنبھالنے کے لئے شاف رکھا ہو گا ان کی تجوہ ایں اس سے الگ ہیں۔

جناب اسپیکر! جو بلڈنگز وہاں بنی ہیں جو ڈیری فارماز بنی ہیں ان کی مینٹس کے لئے سالانہ گورنمنٹ آف بلوچستان الگ رکھتی ہے تو یہ تمام کو ملا کے بہت بڑی رقم بنتی ہے جو اس غریب صوبے کے عوام کے اوپر بوجھ ہے ہم بحثیت عوامی نمائندے یہ مجھے پوچھنے کا حق ہے کہ جہاں ہم اتنی انویسٹمنٹ کر رہے ہیں اسکے بدلتے میں ہمیں

return اور ہمارے لوگوں کو return کتنا ملتا ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی مٹھا خان صاحب۔

وزیرِ حکمہ لا یسو اسٹاک: یہ تو نیا سوال ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مٹھا خان صاحب! آپ بات سنیں ان کا سوال غلط نہیں صحیح ہے۔

وزیرِ حکمہ لا یسو اسٹاک: بات سنیں یہ چارہ جو آیا ہوا ہے تو یہ تو لگا ہوا ہے میرے سے پہلے لگا ہوا ہے۔ ہماری حکومت میں تو ابھی تک کچھ نہیں آیا ہوا ہے جب آجائیگا۔ وہ حساب ہم سے لے لیں تو 2013ء سے حساب

میرے سے لے رہے ہو؟ مجھے کیا پتہ ہے ان چیزوں کا جی۔

میرا ختر حسین لانگو: مٹھا خان صاحب ہمارے بھائی ہیں سر اہم بھی یہ جواب مٹھا خان صاحب نہیں مانگ رہے ہیں اہم یہ جواب ڈیپارٹمنٹ سے مانگ رہے ہیں جس ڈیپارٹمنٹ کے آج مٹھا خان صاحب وزیر ہیں۔ یا اس ڈیپارٹمنٹ کے ایک پلاائز کو سیکرٹری صاحبان کو کہ ان کو بریف کرنا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں صحیح ہے مٹھا خان صاحب! آپ اگلی دفعہ کے لئے مہربانی کر کے جتنا آپ کا خرچ آ رہا ہے اور جتنا آپ کی آمدی ہے یہ آپ کو معلوم ہونی چاہیے۔

میرا ختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! ایک چیز اور آپ کے اور ایوان کے سامنے لانا چاہوں گا۔ یہاں جوانہوں نے ہمیں سوال نمبر 34 کے جواب میں جو ڈیری فارم کی لسٹ مہیا کی ہے اس میں ٹولٹ ڈیری فارم جو یہاں دکھائے گئے ہیں ان کی تعداد تیرہ ہے جب سوال نمبر 29 کے جواب میں مذکورہ مکمل ہمیں جواب دے رہا ہے ڈیری فارمز کی تعداد وہ بتا رہے ہیں ہمیں سوال نمبر 29 کے جواب میں جناب اسپیکر! وہ ہمیں ڈیری فارمز کی تعداد بتا رہے ہیں کل تعداد بارہ۔ جو ریسرچ کے ڈیری فارمز ہیں ہمارے پانچ، چھ ہیں۔ ٹولٹ بنتے ہیں سترا۔ جب یہاں ہمیں لسٹ پر جودی گئی ہے ان کو راشن دیئے جا رہے ہیں، وہ تعداد ہمیں دی گئی ہے تیرہ کی۔ اسی طرح پولٹری فارم کے ساتھ بھی ہے۔ تو جناب والا! ستہ میں سے یہ تیرہ اگر مانس کر دیں تو باقی چار ڈیری فارم کے راشن کہاں سے آ رہے ہیں جو اس لسٹ میں موجود ہیں؟

وزیر یحکمہ لا نیو اسٹاک: سارے ڈیری فارمز تو بارہ ہیں اور پولٹری تیرہ ہیں ریسرچ فارم پانچ ریسرچ پولٹری پانچ یہ تقریباً 35 ہیں۔

میرا ختر حسین لانگو: یہاں سوال نمبر 29 کے جواب میں انہوں نے ہمیں بتایا ہے تعداد، جو میں نے پوچھا تھا ڈیری فارمز کی، وہ ہمیں بتایا گیا ہے فارم وِنگ ڈیری فارم کی کل تعداد بارہ۔ ریسرچ ڈیری فارم کی تعداد پانچ۔ یہ کل ملا کے ستہ ڈیری فارمز بنتے ہیں۔ ریسرچ اور اس کی وِنگ فارم کی جو ہمارے فارمز ہیں یہ کل ملا کے ستہ بنتے ہیں۔ جبکہ یہاں ہمیں جو راشن کے حوالے سے انہوں نے لسٹ مہیا کی ہے سوال نمبر 34 کے جواب میں۔ یہاں انہوں نے کل تیرہ ڈیری فارمز شوکی ہیں۔ وہ چار ڈیری فارمز کہاں پر ہیں؟ ان کا راشن کہاں سے آ رہا ہے جو اس لسٹ میں انہوں نے مینشن نہیں کیا ہے کہ ان کے ٹینڈر ہوئے ہیں یا ان کو کون راشن دئے رہا ہے ان کا اہم جواب چاہرے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

انجیسٹر زمرک خان اچنزوی (وزیر یونیورسٹیز و کاؤنسل) : اس کے لئے اگر کوئی نئی چیز لاتے ہیں تو یہ نیا raise question پھر اس کے مطابق پھر یہ جواب دینے گے یہ یا question بنتا ہے۔

میرا خڑھیں لانگو: جناب اپیکر! محترم زمرک صاحب ایک تو انجیسٹر بھی ہیں پھر ہمارے سینئر کو لوگ بھی ہیں ان کا سینئنڈ ٹرم ہے منسٹر بھی رہ چکے ہیں بلکہ ترڈ ٹرم ہے ان کا اس اسمبلی میں۔ میں اسی سوال کے اندر سے ضمنی لارہا ہوں جناب اپیکر! اسکے لئے نئے سوال کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں وہ کہتے ہیں ہمارے پاس سترہ ڈیری فارمز ہیں دوسرا میں وہ ہمیں راشن کی جو تفصیل دے رہے ہیں وہ تیرہ ڈیری فارمز کے دے رہے ہیں۔ میں simple سی بات پوچھ رہا ہوں کہ جو باقی چار ڈیری فارمز کی تفصیل نہیں ہے اس میں، انکو کون راشن دے رہا ہے؟ جناب زمرک صاحب! آپ سوال نمبر 29 کا جواب پڑھ لیں اس میں ونگ ڈیری فارمز جو آپ کے ہیں کل بارہ۔ آپ کے رسروچ کے ہیں پانچ یہ کل سترہ ڈیری فارمز بن گئے۔ میں اور زمرک صاحب دونوں بیٹھ کے سٹوڈنٹس ہیں۔ اب یہاں جو ہمیں تفصیل دی گئی ہے ڈیری فارمز کی۔ جو ہم نے question no 34 کے جواب میں دیکھ لیئے۔ یہاں سیریل نمبر ایک سے شروع ہوتا ہے سیریل نمبر تیرہ تک ڈیری فارمز کی تفصیل ہے جن کے لئے راشن ٹینڈر کیا گیا ہے۔ اُس کے بعد شیپ فارمز ہیں اس کے بعد پوٹری فارمز ہیں ڈیری فارمز سیریل نمبر ایک سے تیرہ تک ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: اس سوال کو آگے کیلئے ڈیفر کرتے ہیں تاکہ مٹھا خان صاحب اسکے لئے تھوڑی انفارمیشن collect کر لیں۔

میرا خڑھیں لانگو: ٹھیک ہے منسٹر صاحب تیاری کر کے next کے لئے آئینے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: صحیح ہے یہ سوال اگلے اجلاس کے لئے ڈیفر کرتے ہیں۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 9 دریافت فرمائیں۔ آٹھا اور چودہ کو پھر last ایں کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 9۔

9☆ جناب نصراللہ خان زیرے:

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ داخلہ میں سال 2016ء تا ستمبر 2018ء کے دوران گرید ایک تا گرید 15 کے کل کتنے ملازم میں تعینات

کئے گئے ہیں تعینات کردہ ملازم میں کے نام مع ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل دی جائے؟

وزیر یونیورسٹیز و کاؤنسل: محکمہ داخلہ از خود کسی بھی ملازم کی تعیناتی نہیں کرتا تمام ملازم میں کی تعیناتی محکمہ ملازم مہتا کے

عمومی نظم و نت کے ذریعہ توانین کے مطابق کی جاتی ہے اس وقت محکمہ داخلہ میں گریڈ 1 تا 15 کے جس قدر ملازم میں تعینات ہیں کی تفصیل ضمیم ہے لہذا اسمبلی لا ریوری میں ملاحظہ فرمائیں۔ جب کمان کی جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل محکمہ ملازمت مہتاً ہے عمومی نظم و نت کے پاس موجود ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اپیکر صاحب! کیا وزیر موصوف صاحب یہ بتائیں گے کہ اس کی بھرتی کا کیا طریقہ کا رہا؟ کیا آپ نے NTS کے ذریعے کرایا ہے یا پیلک سروس کمیشن کے ذریعے؟

جناب سیدم احمد حکوسم (وزیر محکمہ داخلہ و قبانگی امور): یہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے کی ہیں NTS کے ہی ذریعے ہوئی ہیں اور یہ میرے خیال میں آپ لوگوں کی حکومت کے دوران ہی ہوتی ہے۔ اس وقت آپ لوگ ہی موجود تھے اس وقت یہ ہمارے وقت میں نہیں ہوئی ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: اس کا طریقہ کا رکھا ہے؟

وزیر محکمہ داخلہ و قبانگی امور: ان کا طریقہ کارتو میرے خیال میں NTS کے ذریعے ہی ہوتا ہے ایک سے پندرہ تک پندرہ کے بعد وہ پیلک سروس کمیشن میں جاتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: یہ confirm ہے کہ NTS کے ذریعے ہوئی ہے۔

وزیر محکمہ داخلہ و قبانگی امور: کیونکہ یہ اس کے تحت نہیں ہے بالکل ایک نیا ہے لیکن پھر بھی میں آپ کو نفرم کر کے بتا سکتا ہوں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: ok۔

جناب ڈپٹی اپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 18 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: سوال نمبر 18 -

18☆ جناب نصراللہ خان زیریے:

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ داخلہ میں تعینات انتظامی آفیسر ان کے نام مع ولدیت، گریڈ، عہدہ اور لوکل ڈو میسائل کی تفصیل دی جائے اور مذکورہ محکمہ کے زیر انتظام کن کن اضلاع میں کون کونسے ادارے قائم ہیں نیزان اداروں میں تعینات آفیسر ان کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل ڈو میسائل کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر محکمہ داخلہ و قبانگی امور: محکمہ داخلہ میں تعینات انتظامی آفیسر ان کے نام مع ولدیت گریڈ عہدہ اور لوکل ڈو میسائل اور مذکورہ محکمہ کے زیر انتظام قائم کردہ ادارے نیزان اداروں میں تعینات آفیسر ان کے نام مع ولدیت

عہدہ گریدا اور ڈویسکل کی تفصیل خیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی کوئی ضمنی ہے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: کوئی نہیں ہے، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ ثناء بلوچ صاحب میرے خیال سے نہیں آئے ہیں تو ان کا سوال نمبر 27۔

جناب ثناء بلوچ صاحب کا سوال نمبر 28 وہ بھی جناب ثناء بلوچ کا ہے اور جناب ثناء بلوچ صاحب سوال نمبر 49 وہ بھی ڈیفیر کیا جاتا ہے۔ اُن کے جواب آگئے ہیں؟ اچھا جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 8 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 8۔

8☆ جناب نصراللہ خان زیرے:

کیا وزیر خزانہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ خزانہ میں سال 2017ء تا 2018ء کے دوران آڈیٹر، سب آڈیٹر، جونیئر کلرک اور درجہ چہارم کی اسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع و تفصیل دی جائے؟

میر محمد عارف جان محمد حسني (وزیر محکمہ خزانہ): محکمہ خزانہ میں سال 2017ء تا 2018ء کے دوران آڈیٹر، سب آڈیٹر، جونیئر کلرک اور درجہ چہارم کی اسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع و تفصیل خیم ہے لہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کوئی ضمنی ہے؟

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ جو بندے آپ لوگوں نے بھرتی کئے ہیں اس کا کیا طریقہ کارتخاڈ مسٹر کٹ وائز تھا اور بھرتی NTS کے ذریعے کرائی تھی یا پلک سروں کمیشن کے ذریعے؟

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! اس کے لئے نیا سوال لے آئیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: یہ نیا سوال تو نہیں ہے جناب اسپیکر! اس کے لئے پھر یہ تو ایک ضمنی question ہے کہ آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے لئے تیاری تو کرنی ہوگی۔

وزیر محکمہ خزانہ: نیا سوال لے آئیں ہم جواب دے دیں گے۔

میرا خڑحسین لالگو: جتنے ہم سپلائمنٹری کرتے ہیں ہم ہر سپلائمنٹری کے لئے الگ سوال جمع کیسے کر سکتے ہیں؟

یہ اسی کے اندر جو appointments ہوئی ہیں، ان کے طریقہ کارکے بارے میں ساتھی پوچھ رہے ہیں تو منسٹر صاحب کو اسکے جواب دینے کیلئے aware ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ منسٹر صاحب! یہ کچھلی گورنمنٹ میں ہوئی ہیں۔

وزیر یحکمہ خزانہ: یہ کچھلی گورنمنٹ میں ہوئی ہیں میں اگلے سیشن میں ساری ڈیتیل لے کے ان کو دید و تکان انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں اگلے سیشن میں آپ پوری ڈیتیل جمع کرادیں، جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 14 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ضمنی سوال کا یہ جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ میری آپ سے استدعا ہو گی کہ وزراء تیاری کر کے آئیں تو بہتر ہو گا۔ کیونکہ پورا ایک ڈیپارٹمنٹ ہے فناں ڈیپارٹمنٹ ہے پورا ایک سیٹ آپ موجود ہے۔ ہر لحاظ سے منسٹر ز صاحبان کو تیار ہو کر کے آنا چاہئے۔ جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 14۔

14☆ جناب نصراللہ خان زیرے:

کیا وزیر خزانہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محلکہ خزانہ میں تعینات انتظامی آفیسر ان و دیگر اشاف کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل رڑو میساں کی تفصیل دی جائے اور محلکہ ہذا کے زیر کنٹرول دیگر اضلاع میں کس نوعیت کے کون کو نے اداروں کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ نیز ان اداروں میں تعینات کردہ آفیسر ان و دیگر ملازمین کے نام مع ولدیت، گریڈ، عہدہ اور لوکل رڑو میساں کی تفصیل ضمنیم ہے لہذا رڑو میساں کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر یحکمہ خزانہ: محلکہ خزانہ میں تعینات انتظامی آفیسر ان و دیگر اشاف کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل رڑو میساں اور محلکہ ہذا کے زیر کنٹرول دیگر اضلاع میں مختلف نوعیت کے اداروں کا قیام نیزان اداروں میں تعینات کردہ آفیسر ان و دیگر ملازمین کے نام مع ولدیت، گریڈ، عہدہ اور لوکل رڑو میساں کی تفصیل ضمنیم ہے لہذا اسمبلی لا سیریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر یحکمہ خزانہ: یہ مجھے بھی ابھی ملا ہے۔ لیکن ڈیتیل محلکہ نے جمع کروادی ہے باقی یہ جو پوچھ رہے ہیں طریقہ کار کا تو اگلے اجلاس میں انہیں مزید تفصیل سارا جوانہ ہوں نے پوچھنا ہے پوچھ لیں میں سارا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ ویسے ان کے ڈیپارٹمنٹ کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کو مکمل بریفنگ دے

دیں۔ جی وقفہ سوالات ختم سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکرڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اسد اللہ بلوچ صاحب نے بذریعہ فون مطلع فرمایا ہے کہ موصوف نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوپالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نعیم بازی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد ند صاحب نے کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج اور 27 دسمبر کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد اکبر مینگل صاحب نے بذریعہ فون کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر یوسف عزیز زہری صاحب نے کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب اصغر علی ترین صاحب نے کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت

منظور کرنے کی درخواست کی ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار مسعود خان لوئی صاحب نے نجی مصروفیت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب ملکی شام لال صاحب نے نجی مصروفیت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ مستورہ بی بی صاحب نے نجی مصروفیت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر point of order، یہ سوالات کا وقفہ ہوتا ہے یہ golden hour کہلا یا جاتا ہے اور سیکرٹریٹ سے بھی یہی گراں شہ ہے کہ یہ پوری تیاری کر کے دیا کریں اور خود منظر کیا کریں brief ہے اس کا جو question hour یا جودا جلاسوں کا ہیں یہ تو بالکل ایک مذاق بن گیا ہے اب چونکہ ان کو پوری تیاری میں ہونے چاہیے۔ پچھلی گورنمنٹ کی تھی اس گورنمنٹ کی تھی بھرتیاں کیسے ہوئیں کس نے کیں؟ جب یہ پوچھا گیا تو اس کے پیچھے تو یہ سارے سوالات تو ابھرتے ہیں۔ کہ کس نے بھرتیاں کیں کتنی کس وقت کیں کس طریقے سے کیں اب یہ بڑا عجیب question next ہے کہ ہر supplementary question یہ فرمائیں گے کہ جی fresh question سے باہر کی اگر بات پوچھی جائے تب تصحیح ہے۔ لیکن ان ملازمتوں سے مسلک یہ ساری batیں ہیں تو آئندہ میری گزارش ہے treasury benches سے کہ اپنے سیکرٹریٹ کو بھی alert کر دیں اور خود بھی پورے تیار ہو کر آیا کریں۔ تاکہ اس question hour کا فائدہ ہو گورنمنٹ کو بھی، عوام کو بھی اور ہمیں بھی کچھ پختہ چلیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ آغا جان! آپ نے درست فرمایا۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ جی نصر اللہ زیر۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ کوئی شہر میں واسا کے چار پانچ سو اس سے بھی زیادہ overall کوئی پانچ ہزار ٹیوب دیل ہیں کوئی شہر میں۔ اس میں واسا کے بھی ہیں پلک ہیلٹھ انجینئرنگ کے بھی ہیں۔

اب یہ صورت حال ہے گزشتہ ایک ہفتے سے کہ لیکسون کوئٹہ کے زیادہ تر جو ٹیوب ویل واٹر سپلائی اسکیم ہیں واسا کے۔ ان کی بجائی disconnect ہوئی ہے۔ بہت سارے علاقوں میں اب واسا کا پانی نہیں آ رہا۔ اس کے علاوہ واسا کے بہت سارے ٹیوب ویل خراب پڑے ہیں، اسکے لیے بھی واسا کے پاس ایک پیسہ نہیں ہے۔ نہ لیکسون کا بل جمع کرنے کے لیے واسا کے پاس پیسہ ہے نہ اپنی مشینری نہ اپنے واٹر سپلائی کو ٹھیک کرنے کے لیے واسا کے پاس پیسہ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ڈیڑھ سو کے قریب واٹر سپلائی اسکیمات ہیں، جواب تک واسا نے اپنے چارچ میں نہیں لیتے ہیں۔ منشڑ صاحب بیٹھے ہیں یہ بڑی position alarming ہے کوئٹہ میں گیس پریشن نہیں ہے کوئٹہ میں بجائی نہیں ہے اب کوئٹہ میں پانی بھی نہیں ہے تو کوئٹہ کے شہری کہاں جائیں؟ خدار! فناں منشڑ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ واسا کو پیسے کیوں نہیں دے رہے ہیں واسا کے اتنے زیادہ ٹیوب ویل بند پڑے ہیں۔ لیکسون کے پاس میں گیا تھا انہوں نے کہا کہ ہم تمام ٹیوب ویل کو disconnect کریں گے کم از کم think i کوئی 15 کروڑ روپے قرض دار ہے واسا لیکسون کا۔ تو یہ مل کون جمع کرے گا؟۔ ایک طرف واسا مال لے رہی ہے عموم سے لیکن واسا والے لیکسون کو مل نہیں دے رہے ہیں۔ تو یہ صورت حال ہے۔ میرے حلقوں میں بہت سارے یہ لانگو صاحب کا حلقوہ ہے بہت سارے اس پشوتوں آباد، شالدرہ، سریاب میں۔ اتنے آپ کے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں، لوگ اب احتجاج کریں گے، اسمبلی کے سامنے آئیں گے، ان کے پاس تو کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تو میں request کروں گا منشڑ صاحب سے کہ اس کا فوری طور پر اس بات کا نوٹس لیں فناں منشڑ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی۔

میر محمد عارف محمد حسني (وزیر محکمہ خزانہ): جناب اسپیکر صاحب! یہ واسا اور پی ایچ ای والوں سے میں بات کروں گا وہ اپنی ڈیماڈ بجھوادیں انشاء اللہ فوری طور پر ہم دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی منشڑ صاحب! یہ فوری طور پر حل کر دیں کہ یہ عوامی مسئلہ ہے۔ لانگو صاحب! کارروائی میرے خیال سے آگے بڑھاتے ہیں۔

میر اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں جو پی ایس ڈی پی ہمارا اس وقت رکا ہوا ہے اس میں دوسیکٹر، تین سیکٹر زتو ہمارے آئے ہوئے ہیں honourable high court نے بھی ان کو جائز دے دی ہے کہ آپ ان کے پیسے release کر دیں جن میں ایک آپ کے واٹر سپلائی یا پی ایچ ای ڈیپارٹمنٹ بھی آتا ہے ایجکیشن اور ہیلٹھ بھی اس میں آتے ہیں تو میرے خیال سے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کوئٹہ کی آبادی اس وقت 22 لاکھ سے زیادہ ہے اور یہ

ہمارے صوبے کا capital بھی ہے جناب اسپیکر! میں آنریبل فناں منظر بھی بیٹھے ہیں میں تو یہ درخواست کروں گا آپ سے especially کہ آپ اس کے بارے میں ایک رو لگ دے دیں کہ واسا کے جو bills ہیں اور جو ان کی مشینری ٹیوب ویل خراب پڑے ہوئے ہیں ان سے آپ انکا estimate مانگ کر کم سے کم ایک ان کو ایک فقط جاری کر دیں فناں ڈیپارٹمنٹ والے۔ تاکہ کوئی کے شہری ایک طرف نصر اللہ زیرے نے کہا کہ گیس کے عذاب سردی کے عذاب میں ہم بتلا ہیں دوسرا طرف پانی کا ایک بڑا بحران کوئی شہر میں کھڑا ہو گیا ہے۔ تو اسکے لیے ایک فوری طور پر منظر فناں آپ مہربانی کر کے ایک رو لگ دیدیں تاکہ وہ انکو release کر دیں تاکہ ہم کوئی شہر کے لوگ عذاب سے نکل سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ لانگو صاحب وہ منظر صاحب نے کہیں دیا ہے کہ اس پر جو ہیں۔

وزیر مکملہ خزانہ: زیرے صاحب کو اور لانگو صاحب سے یہ ہم نے پہلے کہہ دیا تھا کہ اے جی آفس میں پھنسے ہوئے تھے آج اے جی آفس کا مسئلہ حل ہو گیا ہے انشاء اللہ کل جھٹی ہے، پرسوں انشاء اللہ یہ پیسے ان کوں جائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ شکر یہ۔

جناب نور محمد مدنر (وزیر مکملہ واساوی اچھا ای) : جناب اسپیکر! کہ ایک صاحب نے سوال بھی کیا اور میری جگہ پر جواب بھی دیا یقیناً اس ایک احتاری ہے اور اپنی grant پر ہم چلا رہے ہیں۔ اپنی ان کی رو بنو اکلم اتنی نہیں ہے جس سے وہ اپنے maintenance اور اپنے بند ٹیوب ویل چلا سکے۔ تو یقیناً اپنی بھی اور کیسکو کی liabilities ہیں۔ تو وہ کیسکو کو اگر ہم ہدایات اور رو لگ دے دیں کہ بھائی جب تک آپ کو payment ہو گا آپ اتنی جلدی میں بھلی آپ نہ کافی جائیں۔ ہمیں گرانٹ ملتی ہے فناں سے ہم جب request کرتے ہیں تو ظاہر بات ہے اس میں نام لگ جاتا ہے۔ تو جب تک ہمیں payment ہوتی ہے فناں سے release آ جاتی ہے تو اس وقت تک ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا کر لیتے ہیں۔ تو بھلی والے اگر یہ مہربانی کریں کہ وقت تھوڑا سا انتظار کر لیں۔ کچھ دن پہلے بھی میں نے چیف سے بات کی اس نے ہزارہ ٹاؤن کی ساری بھلی کاٹ دی تھی۔ تو میں نے ایک عرض کیا تھا کہ بھائی ہماری واساہ ایک احتاری ہے اس کا اپنا بجٹ سٹھن نہیں ہے۔ تو یہ ہم باقاعدہ فناں سے گرانٹ لیتے ہیں۔ تو جب تک grant آتی ہے تو اس میں نام لگ جاتے ہیں تو یہ ہماری واسا کی تو یقیناً کمزوری نہیں ہے یہ واسا کی ایک grant ہے۔ پر ہم چلا رہے ہیں تو grant جب تک آتی ہے تو اس میں late ہو جاتی ہے یقیناً وہ بھلی کاٹ لیتے ہیں۔ واپس اولے ذرا مہربانی کر کے اس کو اگر ہم بتا دیں یہ سارے ہاؤس اس سے request کریں کہ جب تک آپ کو پہنچت ہوئے گی تو اس وقت تک آپ بھلی نہ کاٹیں۔ یہ سرکار ہے یہ ہمارے کسی کی جائیداد تو نہیں ہے کسی کی ذاتی تو وہ نہیں ہے۔ وہ بھی سرکار ہے یہ بھی سرکار ہے تو ٹھیک ہے واسا کے پیچھے ان کی جو liabilities ہیں وہ تو ادا کر لیتے ہیں باقاعدہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دمڑ صاحب! ہم لوگ اسمبلی سے رابطہ کر لیں گے کہ تک مہربانی کر لیں واپڈاولے، جب تک ان کا بدل جمع ہوتا یہ بھل نکاٹیں۔

وزیر محکمہ واساوی اتحادی: جب تک ہم payment دیتے ہیں اس وقت تک یہ کاٹ دیتے ہیں پھر ہم اس سے بحال کرتے ہیں پھر یہ کاٹ دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی! واپڈاولے سے بات کر لیں گا کہ تک آپ مہربانی کر لیں۔ بس وزیر خزانہ آپ بھی مہربانی کریں جلد از جلد یہ بدل دے دیں تک بھلی بحال کر دیں گے۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر صاحب! زیرے صاحب! اور لاگو صاحب! صبح 10 بجے اگر میرے فناسانہ فس میں آ جائیں تو واپڈاولوں کو بھلی بلا لیں گے مسئلہ حل کروادیں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ جی کارروائی میرے خیال سے شاہ صاحب بہت رہتی ہے۔ جی جی۔

سید احسان شاہ: جناب اسپیکر! بڑی مہربانی۔ جناب والا! پبلک سروس کمیشن کے حوالے سے میں کچھ گزارش کرنا چاہوں گا آپ جناب کے توسط سے اس اسمبلی کو، کہ گزشتہ دونوں competition کے امتحانات ہوئے ہیں۔ اس میں جناب والا! جو سوال کا پیپر تھا اس میں پرنگ کی غلطی کی وجہ سے کہیں پر look book کی جگہ book لکھا گیا تھا۔ اور جنہوں نے اس امتحان میں حصہ لیا ان کو یہ سمجھنیں آ رہا تھا کہ انہوں نے look book کے حساب سے سارا جواب دے دیا۔ اب وہ original look ادا تھا۔ اب اس حوالے سے یہ بہت بڑی غلطی۔ پھر اس کے علاوہ جناب والا! جو بلوچی کے امتحان میں سوال نمبر 6 تھا سوال نمبر paper side answer کے back side answer paper پر تھا وہ بہت سارے امیدواروں کو نظر بھی نہیں آیا اور بہت سارے answer paper ایسے ہیں جناب والا! جو ان میں یہ سوال تھا ہی نہیں نیچے بھی نہیں تھا تو وہ اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہے۔ تو جناب والا! ان تمام امیدواروں کو یہ خدشہ ہے کہ ان کو بنیاد بنا کر ان کو اس امتحان میں فیل کیا جائیگا۔ تو جناب والا! میری جناب سے گزارش ہے اگر چیزیں میں پبلک سروس کمیشن کو آپ زحمت فرمایا گرائے پنچیب بلالیں اور ان سے ان چیزوں کی اگر وضاحت یا ان کا کوئی remedy اُنکے ذہین میں ہے جو ہو سکتا ہے تو ان امیدواروں کی حوصلہ افزائی ہو جائیگی اور اس کے ساتھ انصاف ہو جائیگا۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی۔

جناب دیش مکار: اسپیکر صاحب! میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ کل 25 دسمبر کو ہمارے کرپشن بھائی کرمس منار ہے ہیں میں آپ کے توسط سے انہیں مبارک باد دینا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی جی۔

جناب ڈپٹی سینیٹ کمار: پورے ایوان کی طرف سے میں مسیحی برادری کو کرسی کے موقع پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اور محمد علی جناح کے جو 11 اگست 1948ء کو انہوں نے ایک خطاب کیا تھا کہ ہر کوئی اپنے مذہب کے لیے آزاد ہے۔ ہر کوئی اگر مسجد جانا چاہے وہ کوئی مندر جانا چاہے، وہ آزاد ہے، کوئی گرجا گھر جانا چاہے آزاد ہے۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور اس لیے میں مسیحی برادری کو آپ کی جانب سے، پورے ایوان کی جانب سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ دنیش ہم سب کرسی کے تھواری مبارک باد دیتے ہیں۔ جی وہ تو بس صحیح ہے۔ چیز میں پہلک سروس کمیشن کو مورخہ 26 دسمبر بوقت 2 بجے اسے میں بلا یا جاتا ہے، میں وہ آ کر کے وہ یہاں پھر وہ کر دیں گا انشاء اللہ۔ بلوچستان روینو اتحاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 36 مصدرہ 2018ء) کا پیش کیا جانا۔

میر محمد عارف محمد حسني (وزیر حکومتہ خزانہ): میں بلوچستان روینو اتحاری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 36 مصدرہ 2018ء) پیش کرتا ہوں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میں نے اسکو تھوڑا بہت پڑھا ہے اور اس میں بہت ساری technical باتیں اور amendments ہیں تو بہتر پریکیش تو پارلیمنٹ کی یہی ہوتی ہیں کہ اس قسم کے سنجیدہ مل جب ہاؤس میں پیش ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا جان! اس پر کام کریں گے کمیٹی بنائیں گے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: نہیں پھر بھی عرض تو سن لیں آپ۔ یہ اس طرح direct نہیں ہو سکتا یہ اس ہاؤس میں کمیٹی بنائی جائی سلیکٹ کمیٹی بنائی جائے اپیش کمیٹی بنائی جائے اس میں ٹریئری پنچار اور اپوزیشن پنچار کے لوگ شامل ہوں اس کو discuss threadbare کیا جائے۔ پھر اس کو دوبارہ approved کر کے ہاؤس میں لا یا جائے۔ بہتر پریکیش تو یہی ہے۔ اس طرح بغیر سوچ، سمجھے، پڑھے، اگر ہم اس کو پاس کر دیتے ہیں تو اس کو اچھی قانون سازی تو نہیں کہا جا رہا؟ آپ کسی بھی پارلیمنٹ کو پریکیش کو تو دیکھیں، فیڈرل گورنمنٹ کی بھی دیکھیں، نیشنل اسمبلی میں یا سینیٹ میں یا باقی تین صوبائی اسمبلیوں میں یہی پریکیش ہے تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس پر ایک سلیکٹ کمیٹی بنائی جائے اپیش کمیٹی بنائی جائے، جتنے ممبرز کے ہیں، اسے experts کو بلا یا جائے اس کو ہم discuss کریں یہ tax-levy کا بل ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے روینو بڑھیں۔ صوبے کی روینو بڑھیں۔ فناں ڈیپارٹمنٹ کے ہاتھ مضبوط ہوں۔ لیکن اس طرح hastily یعنی اس جلدی میں اگر کام ہوگا تو اس کے تاثرات اچھے نہیں ہوں گے آپ سے یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا جان! اس کو فی الحال introduce کیا گیا ہے اس پر کمیٹی بھی بنائی جائیگی اور

اس پر تفصیلی discuss بھی کیا جائیگا۔

سردار عبدالرحمٰن کھیڑان (صوبائی وزیر): اگر میرے محترم غور سے بکھیں تو ”سرکاری کارروائی“ سرکار کا پیش کردہ ہے۔ تو اس میں اپوزیشن کا توکوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ یہ جو کمیٹی بنارہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ ابھی کمیٹیاں نہیں ہیں، اس لیے direct پیش کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر بات ہو گئی ہے، یہ صرف introduce کیا گیا ہے۔ اس پر کمیٹی بنادی جائیگی انشاء اللہ۔
میراختر حسین لاغو: بیٹک یہ سرکاری کارروائی ہے لیکن یہ اس ایوان کی پر اپرٹی ہے۔ یہ سرکار کی مرضی اور منشاء کے مطابق نہیں چلیں گا، یہ پورا ایک قانون کے تحت چلے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں لاغو صاحب! اس پر ہو جائیگا اس پر کمیٹی بنادیں گے۔

میراختر حسین لاغو: نہیں سردار صاحب کہہ رہے ہیں کہ جی سرکاری کارروائی ہے، ہماری مرضی آپ کی مرضی تو پھر آپ کسی اور جگہ پر بیٹھ جائیں۔

جناب دیش کمار: میں کہہ رہا ہوں کہ اس قانون کی نہ ہونے کی وجہ سے اگر ہم اسے delay کریں گے یہ پورے صوبے کا نقصان ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم اس پر point-scoring کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں، ہم تو اس کو delay نہیں کر رہے ہیں۔

سید احسان شاہ: جناب دیش اس کی وضاحت کر دیں کہ صوبے کا کیسا نقصان ہو رہا ہے؟

جناب دیش کمار: میں ابھی وضاحت کرتا ہوں کہ ہماری سوئی سدرن گیس اور دوسری جو سرو سزدے رہے ہیں وہ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ آپ قانون بنائیں ہم آپ کو پیسے دینے کے لیے تیار ہیں۔ جب تک ہم قانون نہیں بنائیں گے وہ کہاں سے ہمیں پیسے دیں گے اسکے علاوہ ہر بل انڈسٹری ہے اسکے علاوہ پولٹری انڈسٹری ہے جتنی بھی انڈسٹریاں ہیں جب تک ہم قانون نہیں بنائیں گے وہاں سے ہم 16% نہیں سکتے۔ تو ہمارے اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔

سید احسان شاہ: جناب! معزز رکن بات کر رہے ہیں کہ tourism انڈسٹری پورے پاکستان میں فیل ہے۔ اور یہ بلوچستان میں ہوٹل کی بات کر رہے ہیں یا آپ کون سی اسمبلی کی بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ دیش صاحب! اس پر ہو گیا اس پر کمیٹی بھی بنادی جائے گی اور اس کو تفصیلی discuss بھی کیا جائیگا۔

امجیت زمرک خان اچھزی (وزیر ملکہ زراعت و آپریووز): جناب rule کے تحت آپ اس پر کمیٹی بناتے ہیں۔ آپ کے کچھ قانون ہوتے ہیں جو treasury benches سے تعلق رکھتے ہیں کچھ انکی تجویز ہوتی ہیں جو اپوزیشن آپ کو تجویز دے سکتی ہے ہر ہر چیز پر اس طرح کمیٹی بنائیں گے، کون سے rule کے مطابق آپ کمیٹی بنائیں گے؟

آپ میری بات سنیں یہ سرکاری کارروائی ہے یہ بل ہوتے ہیں بل، ہم cabinet سے approved کر کے لاتے ہیں تو وہ cabinet اس کو approved کرتی ہے تو یہ گورنمنٹ کی ذمہ دار ہوتی ہے اپوزیشن کی نہیں۔ آپ کو جب آغا صاحب ہمارے محترم ہیں مجھ سے بہت بڑے ہیں میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ کوئی آپ سے کہہ دیں ”کہ کمیٹی بنائیں“۔ آپ کہتے ہیں کہ کمیٹی بناؤں گا۔ کس چیز کی کمیٹی بنائیں گے؟ آپ اس پر کمیٹی نہیں بنای سکتے۔ یہ approved ہے آپ اس پر کمیٹی نہیں بنای سکتے۔ جب کوئی کمیٹی بنتی ہے اُس وقت جب اسمبلی اُسکو حوالے کرتی ہے آپ اس پر ووٹنگ کر دیں۔ اس طرح نہیں ہوتا کہ میں آپ سے کہہ دوں کہ کمیٹی بنائیں۔ آپ ووٹ دے کر پھر کمیٹی بنایا کرو۔ کمیٹی اُس وقت ہوتی ہے جب کمیٹیاں بنتی ہیں اُس کے بعد بُنس اُسکے پاس بھی اسمبلی اُس کو تجویز کر دیتی ہے یہ ہم خود نہیں دے سکتے۔ یہ rules of procedures کے تحت یہ ہوتا ہے۔ اور جو بھی بل آتا ہے یہ کیہنٹ اور یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچکزئی صاحب! میں نے rule کے تحت ہی کہا کہ اس کو discuss کیا جائے گا۔

وزیر یحکمہ زراعت و کواپریوائز: اس پر کمیٹی آپ نہیں بنای سکتے آپ نہیں بنائیں۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ ادھر ووٹ کریں کس نے کہا کہ کمیٹی بنادو؟

وزیر یحکمہ خزانہ: اور ہم گورنمنٹ کا کوئی پیسہ خرچ نہیں کر رہے ہیں ہم لے رہے ہیں گورنمنٹ کے لئے تو اس کو آپ جتنا بھی delay کریں گے یہ گورنمنٹ کا اور بلوچستان کا نقصان ہے۔ آپ مہربانی کر کے کمیٹی نہیں بنائیں۔ آپ ابھی ووٹنگ کرادیں یا تجویز لے لیں، اور جو بھی تجویز ہیں وہ ہم لے لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر تو میں نے کہہ دیا کہ فی الحال یہ introduce ہوا ہے اس پر ہم لوگ discuss کر لیں گے۔

وزیر یحکمہ خزانہ: یہ جتنا late ہوتا ہے، اتنا ہی نقصان ہو گا۔ ابھی counting کروالیں۔ جناب! یہ کیہنٹ نے کر دیا ہے۔ کیہنٹ نے کر کے آپ کے پاس بھوایا۔۔۔ (داخلت۔ آوازیں) سر! میں صرف آپ لوگوں کی مخالفت نہیں کر رہا۔ تھوڑی سی میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں۔ جی منٹر صاحب! آپ بات کریں۔ آپ بات کر کے order in the House۔ آپ لوگ تشریف رکھیں۔ جی منٹر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ایک ایک کر کے بات کرتے ہیں۔

وزیر یحکمہ خزانہ: جناب! اس میں بلوچستان کا فائدہ ہے۔ اس سے بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ ہم آپکو بریفنگ بھی اس کیلئے الگ سے بھی دے دیں گے۔ مگر مہربانی کر کے ابھی آپ اسکی ووٹنگ کروالیں۔ اور اس کو آپ approve کروالیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دومنٹ تشریف رکھیں۔۔۔ (داخلت)

سید احسان شاہ: ہماری اسٹینڈنگ کمیٹیاں بنی ہیں وہ ابھی تک نہیں بنی ہیں۔ پہلے تو یہ شاید اس لیے delay ہو رہا تھا کہ اپوزیشن لیڈر کا نوٹیفیکیشن نہیں ہوا تھا۔ اب تو اپوزیشن لیڈر آگئے ہیں۔ میری جناب سے گزارش ہو گئی جلد سے جلد اپوزیشن اور حکومتی بیٹچ بیٹچ کرقائیمہ کمیٹیوں کو وجود میں لے آئیں پھر یہ مسئلے نہیں ہوں گے۔ ویسے اچھا یہ ہوتا ہے کہ قائمہ کمیٹی ہوتی۔ اچھی اسمبلیوں میں بہی روایات ہیں۔ جب بھی مل آتا ہے وہ تو *input* ہوتی ہے کہ بینے کی، حکومت کی *input* ہے، وہ یقیناً بہتری کیلئے لے آتے ہیں اسمبلی میں مل۔ لیکن پوری اسمبلی کا اعتماد لینے کیلئے۔ پوری اسمبلی کی *input* ہونے کیلئے پھر اس مل کو بھیجا جاتا ہے کہ کمیٹیوں میں۔ کمیٹی میں اپوزیشن کے بھی ممبر ہوتے ہیں۔ حکومت کے بھی ممبر ہوتے ہیں۔ وہاں اُس پر بحث ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی recommendation کے ساتھ دوبارہ ہاؤس میں لے آتے ہیں وہ طریقہ اپنایا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اگر حکومت کو زیادہ جلدی ہے تو قباحت نہیں ہے بیشک وہ پاس ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاہ صاحب! اس کا دوسرا بھی آگے لاتے ہیں اس کو زیر یغور لا جائاتا ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: یہ بتایا جائے کہ پیپرز سے اسپیکر کو ہدایت دی جائے۔ یہ تو کوئی اچھی پریکش نہیں ہے۔ آپکی رو لنگ آگئی ہے۔ اور میں بولتا ہوں کہ زمرک خان سے میری گزارش ہے کہ وہ کوئی rule quote کریں کہ گورنمنٹ کا بیل آئے۔ اور من عن ان سکو پاس کیا جائے۔ اور اپوزیشن کو اس کو scrutiny کی اجازت نہ ہو۔ ہم پورے یہاں جو بیٹھے ہوئے لوگ ہیں۔ میری گزارش سنیں ہم یہاں جو بیٹھے ہوئے لوگ ہیں پورے بلوچستان کے نمائندے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں آغا جان! جو اسکا part second part ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میری گزارش سُن لیں میں بیٹھتا ہوں۔ اس مل میں پورے بلوچستان کے لوگوں کا حق ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ریونیو برٹھے لیکن اسکا کوئی سمجھیدہ طریقہ ہونا چاہیے۔ اوپر سے چیئرمیٹ رو لنگ آگئی۔ اب رو لنگ پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ والپس کیا جائے یہ تو عجیب مذاق ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیرِ حکومت خزانہ: میں مسودہ قانون پیش کرتا ہوں۔ جناب! یہ الگ ہے وہ الگ ہے۔ وہ ریونیو اتحاری ہے۔ یہ سیلز ٹکس ہے۔

جناب نصراللہ خان زیری: یہ 84 آپ دیکھ لیں۔ میں پڑھ کر سناتا ہوں اسپیکر اسمبلی پیش کرتا ہے کسی مسودہ

قانونِ شمول ایسے ہنگامی قانون کو جو اسمبلی میں رکھا گیا ہو، متعلقہ مجلس قائد کو ان ہدایت کے ساتھ سپرد کریگا کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی رپورٹ اس تاریخ تک پیش کرے جس کا تعین اپسیکر کریگا۔ just this is، یہ آپکے 84 کے تحت ہے۔ دیکھیں جناب اپسیکر! میں کچھ کہہ رہا ہوں۔ سردار صاحب نے کہا کہ یہ حکومت کا بیل ہے۔ یقیناً حکومت ایک بیل کی بنیت سے پاس کرتی ہے وہ بیل یہاں آتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس کا شرطیہ فقرہ آپ پڑھیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: جی۔ نمبر 84 آپ کا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سردار صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں یہ شرطیہ اس کا پڑھیں۔

جناب نصراللہ خان زیری: یہ، اپسیکر! اسمبلی پیش کردہ کسی مسودہ قانونِ شمول ایسے ہنگامی قانون کے جو اسمبلی میں رکھا گیا ہو، متعلقہ مجلس قائد کو ان ہدایت کے ساتھ سپرد کرے گا کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی رپورٹ اس تاریخ تک پیش کرے۔ جبکہ تعین اپسیکر کریگا۔ just آپ کریں۔ تو پھر اس میں کیا قباحت ہے؟ ہاں پھر سلیکٹ کمیٹی ہے اُسکے آگے بھی آپ کا ذکر ہے سلیکٹ کمیٹی، اپسیکل کمیٹی کیوں؟ سردار عبدالرحمن کھیتران: نہیں، نہیں، اپسیکل کمیٹی۔

جناب نصراللہ خان زیری: کیوں؟ نہیں ابھی اس تحریک پر کیا ہوگا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر خزانہ صاحب! آپ تحریک پڑھیں۔

وزیر یحکمہ خزانہ: بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا نمبر 84 کے تقاضوں سے مشتمل قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کیجائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مسودہ قانون نمبر 36 کو اسمبلی قواعد و انصباط کا۔۔۔ (مداخلت)

جناب نصراللہ خان زیری: پہلے آپ نے رولنگ دی کہ اس کا ایک سلیکٹ کمیٹی یا اپسیکل کمیٹی کے حوالے کیا جائیگا۔ آپ اپناریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ آپ نے اپنی ہی رولنگ پر turn-U لیا۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: گورنمنٹ کی help کرتی رہے گی۔ اور اس طرح نوٹ بجھوا کر انکی راہنمائی کرتی رہے گی تو پھر ہمارے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ سیکرٹریٹ سے نوٹ لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیکھیں اس میں رائے لی گئی ہے۔ ان کی رائے زیادہ تھی ”کہ منظور کی جائے“۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: نہیں نہیں رائے یہ نہیں ہوتی کہ لکھ کر دی ہے۔ ہم بہت زبردست احتجاج کرتے ہیں سیکرٹری صاحب کے اس رویہ کے خلاف۔۔۔ (مداخلت - شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں ہو سکتا۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب نصراللہ خان زیریے: ابھی آپ نے turn-U ان لیا۔ کیوں اس طرح کیا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں آپ تشریف رکھیں یہ منظور ہو گیا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں ہمیں میں سے اختلاف نہیں ہے۔ بہت ساری چیزیں ہیں ہم ان کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر خزانہ صاحب! آپ اپنی الگی تحریک پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: اور آپ لوگ ہمیں وہ بلڈوز کر رہے ہیں۔ یہ بلڈوز کرنے کا تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کے اور حکومتی پیپر کے اس بلڈوز کرنے کے طریقے کے خلاف اپوزیشن واک آؤٹ کر رہی ہے۔ اور یقیناً یہ میں پھر بعد میں پتہ چلے گا جب عوام ان کے خلاف اٹھیں گے۔ جب ایک ایک دکاندار اٹھے گا جب ایک ایک اکیڈمی والا اٹھے گا یہ پھر آپ دیکھیں گے۔۔۔ (مداخلت۔شور) اُس نے ابھی تک پڑھائی نہیں ہے۔ اُسکو پتہ ہی نہیں ہے بولتا ہے پنجاب کے خلاف۔ آپ تو اسکو پڑھیں۔ آپ نے پڑھا ہے؟۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر صاحب! آپ اپنی الگی تحریک پیش کریں۔

وزیر حکومت خزانہ: گورنمنٹ انشاء اللہ پانچ سال تک چلے گی۔ میں مسودہ قانون نمبر 36 مصروف 2018ء کو زیر گورنمنٹ خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون نمبر 36 کو منظور کیا جائے۔

جناب منظور ہو گیا ناں؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ آیا مسودہ قانون کو منظور کیا جائے؟ مسودہ قانون منظور ہوا۔ جی ملٹری صاحب! آپ اپنی الگی تحریک پیش کریں۔

وزیر حکومت خزانہ: میں بلوچستان میں سیلزیکس خدمات کا مسودہ قانون، مصروف 2018ء (مسودہ قانون نمبر 37 مصروف 2018ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: الگی تحریک پیش کریں۔

وزیر حکومت خزانہ: یہی ہے سر! پیش کر دیا۔

سردار عبدالرحمن کھجوران: اسپیکر صاحب! sorry! آپ سیکرٹری صاحب نے نہیں بتایا۔ اب جیسے ہی انہوں نے پیش کیا ناں بلوچستان میں سیلزیکس خدمات کا مسودہ قانون، مصروف 2018ء (مسودہ قانون نمبر 37

مصدر 2018ء) کا پیش کیا جانا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ پیش ہو گیا ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: انہوں نے پیش کیا آپ یہ ہرائیں گے کہ پیش ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: پیش ہو گیا۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: ہاں پیش ہو کر پھر اگلے میں پھر جائیں گے نا تاکہ اسمبلی کے ریکارڈ پر آجائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔ بلوچستان میں سیلزیکس خدمات کا (ترمیمی) مسودہ قانون، مصدر 2018ء (مسودہ قانون نمبر 37 مصدر 2018ء) کا پیش کیا جانا۔ پیش ہوا۔

وزیر یحکمہ خزانہ: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون نمبر 37 کو قاعدوانضباط کا رہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مسودہ قانون نمبر 37 کو قاعدوانضباط کا رہ بلوچستان اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جاتا ہے۔ تحریک زیر غور کیلئے پیش کی جائے۔

وزیر یحکمہ خزانہ: میں وزیر یحکمہ خزانہ، بلوچستان میں سیلزیکس خدمات کا (ترمیمی) مسودہ قانون، مصدر 2018ء کو منظوری کیلئے پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس تحریک کو زیر غور لاجائے۔ آیا تحریک منظوری کیلئے پیش کی جائے؟

وزیر یحکمہ خزانہ: میں وزیر یحکمہ خزانہ، بلوچستان میں سیلزیکس خدمات کا (ترمیمی) مسودہ قانون منظوری کیلئے پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور کی جاتی ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) مصدرہ قانون تحریک منظور کیا جاتا ہے۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر یحکمہ جنگلات و جنگلی حیات): ہمارے اپوزیشن کے بھائی جو تقدیم کرتے ہیں جو باتیں لاتے ہیں as a government ہم انکو سنتے ہیں اور انکو address بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہاؤس میں ایسا ایک طریقہ کار کیا جائے کہ ہمارے بھائی، ہمارے جس طرح پچھلے سیشن میں خضدار انتظامیہ پر الزامات لگائے گئے آفیسروں کے نام لیتے گئے کہ یہ بختہ خوری میں ملوث ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے اگر ہم اسمبلی میں بات کریں گے اور انکی انکواری نہیں ہوگی تو ہمارے ادارے مزید بدنام ہو جائیں گے۔ تو ایسے

ارکین جواداروں کے بارے میں ایسی باتیں لاتے ہیں ایسی تحریک لاتے ہیں۔ تو انکو براہ مہربانی یا پابند کریں کہ آپ بھی ثبوت کے ساتھ جواب بھی اپنا جمع کیا کریں کہ اس آفسر نے کیا کیا۔ اس سے ہماری گورنمنٹ کے ساکھوکانی نقصان پہنچا ہے۔ تو میں اُنکے اس بیان کی شدید مذمت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ لانگو صاحب! یقیناً۔ یہ بحث بھی میرے خیال سے اپوزیشن والے ہمارے بھائی یہاں موجود نہیں ہیں۔ تو اگلے سیشن کے لیئے رکھتے ہیں۔ جی میڈم پچھ بات کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ شکلیہ نور قاضی: میں یہ بات کرنا چاہتی تھی۔ میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی PIA کے related fares کے tickets وہ بلوچستان والوں کے لیئے حد سے زیادہ بڑھادیے گئے ہیں۔ یعنی کراچی ٹو کوئٹہ چھبیس ہزار اور اسلام آباد ٹو کوئٹہ چھتیس ہزار means کہ جو ہماری انٹرنیشنل فلاٹس ہیں اُنکے اتنے fares نہیں ہیں جتنے ہمارے یہ لوکل fares ہیں۔ تو اس پر میں چارہی ہوں کہ فوری طور پر دو بدل ہونا چاہیے۔ تاکہ عوام کو پکھر لیجیف ملے۔ کیونکہ تین صوبوں میں جب فکس ہے تو کیوں بلوچستان والوں کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ اس کا آخر کوئی حل تو نکلا چاہیے ناں کہ بلوچستان کے لیئے کون آواز اٹھائیگا؟ تو فیدر رل میں ظاہری بات ہے۔ ہم coalition میں اُنکے ساتھ ہیں تو انکو یہ چیز کرانی چاہیے باہر کہ ہر حال میں ہمارے اس fares کو وہ fix کرایا جائے۔ اور PIA اور Serene دونوں کو بلاؤ کراس چیز کا پابند کیا جائے۔

Thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ میڈم۔ چونکہ محرک ایوان میں موجود نہیں ہے۔ لہذا تحریک الٹا نمبر 4 کو نمٹایا جاتا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 27 دسمبر 2018ء بوقت سہ پہر 00:30 بجے تک کے لئے متوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05:00 بجے 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



24 دسمبر 2018ء (مہاشت)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

33

24 دسمبر 2018ء (مہاشت)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

34